نوٹ: عشق نامہ پاک سوسائٹی کے لیے لکھی گئی خصوصی تحریر ہے۔

دوسرا حصہ

"اور پھر اس جلوے اور اس محبوب میں دو قوس کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم۔"

رات کو ٹیرس سے آسمان تکتے ہوئے اسے دادا کی آواز سنائی دی تھی۔ دادا نے انہیں کاغذ پر ان کے مدار اور قوس میں موجود ہونے پر ان کے درمیان کا فاصلہ دکھایا تھا۔

"نہ (ان کی) نگاہ بھٹکی اور نہ حد سے بڑھی۔۔۔ بلاشبہ انہوں نے اپنے رب کی بعض بڑی نشانیاں دیکھیں۔"

"کیا کیا دیکھا ہو گا انہوں ﷺ نے آسمان پر ۔۔۔ اللہ کے قرب میں صرف دو قوس کا فاصلہ۔۔۔ کیا کیا نظارے ہوں گے۔" دادا کی پر سوچ گھمبیر آواز وہاں گونج رہی تھی۔

"وہ وہاں اتنا قریب تھے کہ قلم چلنے کی آواز سن رہے تھے۔" دادا نے اسے ایک بار بتایا تھا۔

"اللہ کو قلم سے محبت ہے۔۔۔ قلم۔۔۔ وہ سب سے پہلی تخلیق جب عرش پانیوں پر سایہ ڈالتا تھا۔"

"مجھے بھی قلم سے محبت ہے۔" نور نے کہا تھا۔

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

اچانک دھم سے بال آکر گیٹ پر لگی تھی ولید چونک کر یادوں کے چنگل سے نکلا۔ایک بچہ دیوار پھلانگ رہا تھا ابھی وہ دیوار پر ہی تھا ولید نے اسے بال پکڑا دی۔وہ شرمندہ سا ہنستا ہوا واپس کود گیا۔پھر وہ سامنے دیوار تک آیا وہاں ایک پینٹنگ نصب تھی،ڈھیر سارے پرندوں کی جو پانی کے کنارے اپنا عکس دیکھ رہے تھے۔ایک کونے میں صائم کے دستخط تھے۔یہ صائم کی پہلی پینٹنگ تھی جو اس نے سب کو دکھائی تھی۔وہ کچھ دیر دیکھتا رہا۔

ایک درخت تھا جو آسمان تک اٹھ رہا تھا۔۔۔اس کی جڑوں سے پانی نکل کر بہتا تھا اور وہاں پرندوں کا ایک جم غفیر تھا۔۔۔کانفرنس آف برڈز۔

صائم کے ہاتھ کا پہلا کرشمہ۔پینٹنگ صرف چار رنگوں میں تھی سبز، بھورے، نیلے اور زرد رنگ میں۔آئل کلرز کی مہک اب تک اس میں سے اٹھتی تھی۔اس نے چھو کر منظر کو محسوس کیا۔

اس پینٹنگ کے عین نیچے وہ قدیم زمانے کا بھاری میز تھا جس کے دراز میں دادا کے خطوط پڑے تھے وہ ابھی چند دن پہلے ان کی بہن کے گھر سے لے کر آیا تھا وہ انہیں سنبھالنا چاہتا تھا ان کی ہر چیز۔

اس نے دراز کھولا بوسیدہ کاغذوں اور دادا کے پرفیوم کی سوگوار سی خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی۔

۸ ۲۰۰۱ جون

صفیہ بہن میں تمہارا شکریہ کیسے ادا کروں جس طرح تم نے اور سہیل نے میرے بیٹوں کے گزر جانے کے بعد میرا ساتھ دیا ہے۔ضعیف العمری میں فیکٹری کو سنبھالا ہے میرے ساتھ کوئی اور نہ کر پاتا۔صائم اب سمجھدار ہو رہا ہے میں نے حساب کتاب کی ذمہ داری اس پر ڈالی ہے تاکہ وہ میری زندگی میں ہی یہ کام سیکھ لے۔نور بڑی ہو جائے تو اس کے نام فیکٹری منتقل ہو جائے گی۔صائم اور ولید کے لیے بھی جو وراثت ان کے ماں باپ نے چھوڑی ہے میں نے ساری ایک جگہ منتقل کر دی ہے سوچتا ہوں کچھ

پلاٹس خرید کر رکھ دوں۔ تم کیا مشورہ دیتی ہو۔

رب راکھا

اس نے خط کے لفظوں پر ہاتھ پھیرا۔ اس کی یاداشت میں وہ دن محفوظ تھے جب وہ اور صائم امی ابو کے ساتھ لاہور تھے۔ اس وقت دادا کی یہ بہن لاہور میں اپنے بڑے بیٹے کے پاس تھیں جبکہ سہیل چھوٹا بیٹا تھا جو یہاں میرپور میں مقیم تھا۔ لاہور میں ان کے گھر کے قریب ہی ان کا گھر تھا اور وہیں سمیرا بھی تھی۔ سمیرا اپیا۔ لمحے بارش کے قطروں کی صورت آسمان سے گر رہے ہیں۔۔۔ گزرے ہوئے لمحے وہ دل کی سرزمین کو بگھوتے ہیں ان میں دکھ کی کونپلیں پھوٹتی ہیں۔۔۔ دکھ کے پھل لگتے ہیں اور آنے والے لمحے محو انتظار ہیں کہ کب وہ بھاپ بن کر آسمان کا رخ کریں گے۔۔۔ بادل بنیں گے۔

نور تو ہمیشہ سے دادا کے ساتھ تھی۔۔۔ ہمیشہ ان کے ساتھ رہی انگلینڈ بھی ان کو ساتھ لے گئی اور ان کے گزر جانے کے بعد وہ بھی یہاں سے چلی گئی۔

دادا کتنا مطمئن رہنے لگے تھے جب ان دونوں کا داخلہ یونیورسٹی میں ہوا تھا۔

صائم نے آرٹ سکول مکمل کر لیا تھا اور فیکٹری سنبھال لی تھی۔

"یہ پینٹنگ تم نے بنائی ہے؟" دادا حیران ہوئے تھے۔ یہ قصہ گوئی کا وقت تھا۔ ان دنوں فرق یہ آ گیا تھا وہ کہانی سناتے ہی نہیں سنتے بھی تھے خاص طور پر نور کے پاس ڈھیر ہوتا تھا۔ ولید اس دوران ڈمبل لے آتا تھا کہانی کے دوران اس کی اٹھک بیٹھک جاری رہتی اور صائم دونوں کو سنتا تھا۔ آج کل دادا نے اسے منطق الطیر پڑھنے کا حکم دے رکھا تھا اور اسی کے نتیجے میں یہ پینٹنگ برآمد ہوئی تھی۔ جبکہ وہ شیکسپیئر کا ڈرامہ ہیملٹ پڑھ رہی تھی اور ولید کی سائیڈ ٹیبل پر صرف اس کی کورس کی کتابیں تھیں لٹریچر کو وہ خیرباد کہہ چکا تھا البتہ ان کی محفلوں میں وہ شریک رہتا تھا۔

دادا کو یقین نہیں آیا تھا۔

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

اس پینٹنگ کے بعد دادا کے کہنے پر صائم نے آرٹ سکول میں داخلہ لیا تھا۔

وہ دن۔۔۔روشنی سے بھرے وہ دن۔۔۔اور پھر ایک سیاہ سایہ ولید اور نور کی زندگی میں داخل ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"I mean

اس میں کوئی شک نہیں کہ

Women should cover themselves religiously or whatever but they should not be ashamed of their body."

(عورتیں خود کو مذہبی طور پر ڈھانپیں یا جو بھی کریں مگر ان کے اندر اپنے وجود پر جھجک اور شرم نہیں ہونی چاہیے۔)

عجیب جملے تھے اس نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔۔کون تھا یہ۔۔۔

"میں نے نوٹ کیا ہے پاکستان میں اور مشرقی ممالک میں خاص کر

They cannot carry themselves as human beings.

)(وہ اپنے آپ سے بطور انسان برتاؤ نہیں کرتیں۔

خاص کر مڈل کلاس۔۔۔وہ ایسے چلتی پھرتی ہیں جیسے پیدا ہو کر ان سے کوئی غلطی ہو گئی ہو۔کسی آدمی کے سامنے ان کا سارا اعتماد رخصت ہو جاتا۔۔۔ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی جانور کو لے آئے ہوں۔

Why they feel shy in front of men...why they can't behave like a human not a woman specifically."

(وہ آدمیوں کے سامنے جھجک اور شرم کیوں محسوس کرنے لگتی ہیں۔۔۔وہ ایک انسان کے طور پر کیوں نہیں جیتیں۔۔۔ہر وقت ان پر عورت ہونے کا احساس کیوں حاوی رہتا ہے۔)

https://paksociety.com

آج کالج میں اس کا پہلا دن تھا۔ پہلا پیریڈ فزکس کا تھا وہ کلاس ڈھونڈ رہی تھی جب اس کے کانوں میں یہ نایاب الفاظ داخل ہوئے۔ وہ تجسس سے وہاں جم گئی تھی۔ وہ بے حد سفید رنگت کا دھان پان سالڑکا تھا۔ بھورے بال ماتھے پر گرے تھے۔ آنکھوں پر گلاسز اور ہاتھ میں چند کتابیں تھامے وہ اپنے گروپ سے مخاطب تھا۔

اس سے اس کی نظر کمرہ نمبر سولہ پر پڑی تھی یہیں اس نے جانا تھا۔ وہ اس کی باتوں پر سر دھنتے ہوئے کمرے میں داخل ہو گئی۔

"جب کوئی مجبوری ہو اور ایک عورت کو چھلانگ لگانی ہو تو وہ شرمندہ کیوں ہوتی ہے۔۔۔ اسے اپنی جسمانی ساخت پر شرمندگی کیوں ہوتی ہے۔ حیا ایک ٹوٹلی ڈفرنٹ چیز ہے اور اپنے وجود پر شرمندہ اور ان کمفرٹیبل رہنا۔۔۔" اس کی آواز اندر تک آ رہی تھی وہ یہ اتنی لمبی تقریر کیوں کر رہا تھا وہ نہیں جانتی تھی مگر پہلی بار اس نے اتنی کھری گفتگو سنی تھی۔ کچھ تھا جس نے اس دل کو مس کیا تھا۔

تھوڑی دیر میں جو سٹوڈنٹس کلاس میں داخل ہوئے ان میں وہ بھی تھا۔

پروفیسر نے آتے ساتھ اپنا تعارف دیا تھا، خوش شکل اور خوش گفتار شخصیت کے مالک۔ تھوڑی دیر کی گفتگو میں ہی جھجک کا پردہ غائب ہوا تھا۔ اور پھر اٹینڈنس کا آغاز ہوا۔

اس کا نام جنید محمد تھا، دوست اس کو جو کہہ کر پکار رہے تھے۔

سلیبس اور امتحان کی سختی پر تھوڑی گفتگو کرنے کے بعد پروفیسر نے کتاب کھول لی۔

"باقاعدہ کلاس تو ہم کل سے شروع گے مگر آج میں آپ کا جنرل نالج چیک کرنا چاہوں گا۔" وہ معنی خیز انداز میں مسکراتے بولے تھے۔

"تو آغاز میں اپنے پسندیدہ موضوع سے کروں گا۔ بتائیے پائی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟" انہوں نے وائٹ بورڈ پر مارکر سے پائی کا سمبل بناتے ہوئے کہا۔ جب وہ مڑے

کلاس میں بس ایک ہی ہاتھ بلند ہوا تھا اور وہ نور کا تھا۔

"جی۔۔۔" انہوں نے اسے بولنے کی اجازت دی تھی۔

وہ کھڑی ہوئی۔

"دائرے کے محیط کی اس کے قطر سے نسبت کو پائی کہتے ہیں۔یہ لا محدود نمبر ہے اور کونسٹینٹ (جس کی قدر ہمیشہ ایک سی رہے) ہے۔یعنی جس بھی دائرے کے محیط کا اور قطر کی نسبت نکالیں ایک سے اعداد سامنے آئیں گے اور اشاریہ کے بعد یہ لا محدود ہیں۔

پائی ایک جادوئی علامت ہے۔مجھے ہمیشہ سے اس میں ایک عجیب پر سراریت محسوس ہوتی آئی ہے۔" وہ اس دیودار کی شیلف میں رکھی کتابوں کی سگند میں بسی لڑکی بول رہی تھی۔

پروفیسر اس کے چند جملوں سے اس کے انداز سے فوراً امتاثر ہوئے تھے۔

"اور کچھ مزید بتائیں گی۔" انہوں نے دلچسپی سے پوچھا تھا کہ ایسا جواب اس سے پہلے انہیں کبھی نہیں ملا تھا۔

"بابل اور مصر میں جو سب سے قدیم پائی کی قدر نکالی گئی دریافت ہوئی ہے۔ان اعداد میں صرف ایک فیصد غلطی ہے۔بابل میں اس کا زمانہ انیسویں صدی قبل مسیح سے سولہویں صدی قبل مسیح تک کا ہے۔یہ قدر پچیس بٹا آٹھ کے ذریعے نکالی گئی جو ایک مٹی کی تختی پر سے دریافت ہوئی ہے۔مصر میں اس کا زمانہ سولہ سو پچاس قبل مسیح ہے مگر یہ اٹھارہ سو پچاس قبل مسیح کے ایک دستاویز سے نقل کی گیا ہے۔یہ قدر سولہ بٹا نو کے ذریعے نکالی گئی۔قدیم مصر اور بابل میں اس کا استعمال مختلف وجوہات کی بنا پر کیا جاتا تھا۔ شتپتھا برہمانا (سنسکرت زبان کی کتاب، جس کا زمانہ آٹھ سے چھٹی صدی قبل مسیح ہے۔یہ ہند میں لوہے کا دور تھا آئرن ایج) فلکیاتی کیلکو لیشنز میں پائی کی قدر تین سو انتالیس بٹا ایک سو آٹھ کے ذریعے نکالی گئی۔

دو سو پچاس سال قبل مسیح ارشمیدس نے پہلی بار حساب کے قوانین کے تحت جیومیٹری کو استعمال

کر کے پائی کی قدر نکالی اس وجہ سے اس کو ارشمیدس کونسٹینٹ بھی کہتے ہیں۔ پانچویں صدی میں چینی حساب دانوں نے اس کی قدر سات ہندسوں میں نکالی جبکہ ہند میں پانچ ہندسوں میں نکالی گئی دونوں نے جیومیٹری کے قوانین کو استعمال کیا۔

پائی کی بالکل درست فارمولا پر قدر لامحدود سیریز پر تھی جو ایک ہزار سال کے بعد ہند میں ملی جب مادھوالیبنز سیریز ہند کی میتھمیٹکس میں دریافت ہوئی۔ اس کی قدر اشاریے کے بعد کئی ٹریلینز تک جاسکتی ہے۔ سائنداسدانوں کو اشاریے کے بعد اعداد کی چند سو تک ضرورت ہوتی ہے۔ کرہ بیض اور دائروں سے متعلق یہ بہت اہم ہے۔۔۔ یہاں ہر چیز ارتعاش میں ہے، گردش میں۔۔۔ دائروں میں اور لہروں میں۔۔۔ لہریں جن میں مدوجزر ہے مدوجزر جس سے دائرہ بنتا ہے۔

◡◠◡◠◡◠◡◠◡◠◡◠◡◠◡◠

اور ان سب کے راز کھولنے کے لیے پائی کا استعمال ناگزیر ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اب تک اس پر بہت سی کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔ ۷۰۰۰۰ ہندسوں تک یاد کا مقابلہ کروایا جاچکا ہے۔ نیوٹن نے اس لامحدودیت کا تخمینہ پندرہ ہندسوں میں لگایا۔" وہ سانس لینے کو تھمی تھی۔

پروفیسر مکمل طور پر مرعوب ہوچکے تھے اور اس لڑکے نے مڑ کر نور کو دیکھا تھا۔

"شاباش۔" اگلے پلوں میں اس کے اردگرد تالیوں کی گونج تھی۔

وہ ایک چھوٹی سی تقریر کے ذریعے اس علم کے ذریعے جو ہر طرف بکھرا تھا وہ سب کی فیورٹ ہو گئی تھی۔ چند ہفتوں میں فزکس آنرز کی یہ کلاس سب آپس میں گھل مل گئے تھے۔ پڑھائی کا دباؤ زیادہ تھا ایسے میں ایک دوسرے کا ساتھ ذرا آسانی پیدا کر دیتا تھا۔

"وہ جو ابھی تم سے بات کر رہا تھا وہ کون تھا؟" ولید ابھی اس سے اپنی جیکٹ لینے کے لیے آیا تھا اس نے آتے ہوئے اس کے بیگ میں رکھوائی تھی جو کے اس طرح سوال کرنے پر وہ ہکابکا رہ گئی تھی۔

"اگر نہ بتانا چاہیں تو میں کون ہوتا ہوں زور دینے والا۔" اس کے ماتھے پر تیوریاں چڑھتی دیکھ کر وہ بولا تھا۔

نور کو وہ عجیب سالڑکا اچھا لگا تھا۔

"ہی از مائی کزن۔"اس نے سپاٹ انداز میں کہتے ہوئے ہاتھ میں پکڑی کتاب بیگ میں ڈالی تھی۔کلاس شروع ہونے والی تھی۔

"Would you like to join my group?"

(کیا آپ میرا گروپ جوائن کریں گی)

"Why not..."

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اس کی دوست صوفیہ نے پیچھے سے آکر کہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ چیزیں جن کی وجہ سے آج میں مسکرائی۔"ولید نے بلند آواز میں پڑھا تھا۔"

"مولانا وحید الدین کا لیکچر جو کہ جنت کے بارے میں تھا۔دادا نے کہا تھا لازمی سننا ہے۔یہ مولانا مجھے بہت پسند ہیں۔

مارننگ واک کے دوران آج مجھے ایک بے حد عجیب پھول نظر آیا جس کی شکل پرندے سے ملتی تھی۔

Isn't amazing?

ہیری پورٹر کی آخری کتاب ختم کی اور ہیملٹ مجھے پسند نہیں آرہا۔اس کی دقیق انگلش جسٹ ایٹنگ مائی برین۔

اور کے ٹو پر ڈوکومینٹری دیکھی۔"

https://pksociety.com https://paksociety.com

ولید نے اس کی ڈائری جو بیڈ پر کھلی پڑی تھی اٹھا کر پڑھی اور واپس ویسے ہی رکھ دی۔ یہ نور کا کمرہ تھا بیڈ کے بالکل اوپر ونسنٹ وین گاف کی پینٹنگ تھی اور دونوں طرف بک شیلوز سامنے قد آدم شیشہ اور بالکونی کا دروازہ۔ بالکونی کے ساتھ دیوار میں الماری نسب تھی۔ بالکونی ساری پودوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہاں کھڑے ہو کر نیچے دیکھو تو لان نظر آتا تھا جسے صائم نے کسی ماورائی داستان کے باغ میں تبدیل کر دیا تھا۔ اس نے وہاں ہر قسم کی کھمبی اگا رکھی تھی۔

وہ باورچی خانے میں آیا وہ وہاں بھی نہیں تھی۔ پھر اس نے لیونگ روم دیکھا دادا کا کمرہ چیک کیا دادا سو رہے تھے صائم سے پوچھا اس نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔

"یہ بغیر بتائے کہاں چلی گئی ہے۔۔۔" وہ باہر آیا تھا سارا لان چیک کرنے کے بعد گھر سے باہر نکل آیا۔ چار بج رہے تھے۔ گلیاں مڑتے وہ قبرستان کے قریب سے گزرا وہاں اسے اسکے دوپٹے کی جھلک نظر آئی تھی۔ وہ تیز قدم اٹھاتا اندر داخل ہوا وہ ماں کی قبر کے سرہانے بیٹھی تھی۔

"تم یہاں ہو۔" وہ کہتے ہوئے اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ اس نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا تم میری جاسوسی کر رہے تھے۔

"میں عام شام لوگوں کی جاسوسی نہیں کرتا۔"

"تو خاص خاص لوگوں کے بارے میں بتاؤ۔" اس کے چہرے پر مسکان پھیلی تھی۔

"بتا دیا نا تو تمہارا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔"

"تم جاؤ میں آجاؤں گی۔" اچانک اس کے لہجے میں بیزاریت اتر آئی تھی۔

"تم بدل رہی ہو۔" ولید نے غور سے اس کا اترا ہوا چہرا دیکھا۔

"سب بدلتے ہیں۔" نور نے اس کی بات کو اہمیت نہ دینے والے انداز میں کہا تھا۔

"میں نہیں بدلا۔"

https://paksociety.com https://paksociety.com

وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی۔

"میرے دل کو کچھ ہوتا جا رہا ہے۔ میں انہیں بہت مِس کرنے لگی ہوں۔" اس نے ماتھا مسئلا تھا سر میں درد حد سے سوا ہو رہا تھا۔

"چلو گھر چل کر بات کرتے ہیں۔"

"نہیں تم جاؤ میں آ جاؤں گی۔"

"آج میں نے ایک عجیب چیز دیکھی۔" وہ مڑنے لگا تھا کہ وہ بولی۔

"کیا۔۔۔ وہ پھول جو پرندے کی طرح لگتا ہے۔" ولید کے منہ سے بے ساختہ پھسلا تھا۔

وہ غضب زدہ سی ہو کر کھڑی ہوئی تھی۔

"کھلی پڑی تھی۔" وہ ڈر کر پیچھے ہٹا۔

"اخلاقیات مر چکی ہیں تمہارے اندر۔"

"اب تم ناانصافی سے کام لے رہی ہو۔"

اس نے غصے سے منہ پھیرا۔

"چلو ساتھ گھر چلو اور بتاؤ اور کیا چیزیں دیکھی یوں یہاں مت بیٹھو۔" اس نے ہاتھ پکڑنے کی کوشش نہیں کی تھی مگر دل چاہا تھا۔

"ایک کتاب دیکھی۔" وہ سر جھٹکتے ہوئے ساتھ چلتے ہوئے بولی۔

"اس کا ٹائٹل تھا ہمیں کیوں زندہ رہنا چاہیے وہ وجوہات۔"

"آئی مین کیا ہمیں زندہ رہنے کے لیے کوئی وجہ چاہیے؟" وہ ایک پل کے لیے تھمی تھی۔

"ہم پیدا ہو چکے ہیں تو ہمیں مرنے تک زندہ رہنا ہے اس کے لیے وجہ کیوں چاہیے۔"

"کیا تم نے وہ کتاب پڑھی۔۔۔"

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

"نہیں۔۔۔ابھی میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں اور دادا سے فی الحال میں کہنا نہیں چاہتی۔"

"ہمیں کیوں زندہ رہنا چاہیے ؟"وہ اس کے ساتھ قدم سے قدم ملاتے ہوئے بولی تھی۔

"میرا خیال ہے ہمیں اپنے سے جڑے لوگوں کے لیے زندہ رہنا چاہیے۔"

"اور اگر کسی کا دنیا میں کوئی نہ ہو تو۔"

"تو۔۔۔"ولید لاجواب ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

صائم نے ائرپورٹ سے باہر آکر ترکی کی ٹھنڈی پر نم فضا میں پہلا سانس خارج کیا۔وہ ایمیریٹس سے آیا تھا ایک تو کنیکٹنگ فلائٹ تھی اوپر سے جہاز بھی دھند کے باعث دو تین گھنٹے لیٹ تھا۔ مسلسل جاگنے اور سفر سے اس کی حالت اس وقت شدید مضمحل ہو رہی تھی۔ہاٹل پہنچ کر وہ لیٹتے ہی سو گیا تھا۔سہ پہر آنکھ کھلی وہ بھی کوریڈور میں مچتے شور کی وجہ سے اور شاید شدید بھوک کی وجہ سے۔اس نے ہاٹل کی کھڑکی سے باہر دیکھا وہاں سے گلاٹا ٹاور کی طرز کی ایک عمارت ڈھیر سارے مکانوں میں سر اٹھائے کھڑی تھی اور مرمرا کے پانی نظر آرہے تھے ٹھنڈی پر نم فضا میں بھیگے۔بھورے مائل سنہرے بال، نیلی آنکھیں ،سنہری رنگت وہ ایشیائی نہیں لگتا تھا مگر اس کی رگوں میں ایشیائی خون دوڑ تا تھا۔تین کولیگز اس کے ساتھ ہی آئے تھے اور اسی ہاٹل میں ٹھہرے تھے۔دوپہر کو میٹنگ تھی مگر اس وقت وہ سویا رہا تھا۔باہر سامنے چھوٹے چھوٹے ریستوران تھے وہ وہیں ایک میں چلا آیا۔سردی سے جسم میں کپکپی طاری ہوتی تھی وہ آکر بیٹھا تھا کہ ایک بلی پاؤں میں لوٹنے لگی تھی۔

"I want sun."

)مجھے دھوپ چاہیے۔(

ساتھ بیٹھے آدمی کے اوپر ویٹر نے چھتری کر دی تھی تو وہ اس کو منع کر رہا تھا۔اتنی شدید سردی

میں سورج کی پھیکی سی روشنی بھی غنیمت لگ رہی تھی۔ اس نے مینیو کارڈ آرڈر دینے کے لیے اٹھایا اسے سمجھ نہیں آیا فوراً کہ کیا منگوائے آخر انڈوں کی کوئی ڈش تھی اور چائے جو بغیر دودھ کے پی جاتی تھی وہی منگوا سکا تھا۔

وہاں کی فضا عجب رنگیلی فضا تھی لوگوں کی وجہ سے بھی، موسم اور پھولوں کی وجہ سے بھی۔ ایسی مٹی جس میں بوئے بغیر پھول کھلنے لگیں۔ اوپر نیچے جاتی سڑکیں۔۔۔ وہ اس قریبی سڑک پر کچھ دیر چہل قدمی کرتا رہا جہاں ساتھ ساتھ ٹرام کی لائنیں چلتی تھیں، سوینئرز کی دکانیں اور سیاحوں کا بے پناہ رش تھا۔ یہ علاقہ پرانا استنبول تھا مغربی استنبول اس کے ہاٹل سے پیدل کے راستے پر نیلی مسجد، آیا صوفیا اور بیسلکا سسٹرن تھا۔ کچھ دیر چہل قدمی کے بعد وہ واپس ہاٹل لوٹ آیا۔

واپس پہنچا تو ساتھ آئے کولیگز امجد اور ناصر اس کا کمرے کے باہر انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے اسے تیار ہونے کا کہا تھا انہیں پینٹنگز اسی وقت ایگزیبیشن ہال پہچانی تھیں۔

کچھ دیر میں وہ ہال میں اپنی پینٹنگز سیٹ کر رہے تھے۔ آرٹ تکسیم گیلریز ے تک آنے کے لیے وہ ٹرام کے ذریعے کاباتاش اترے تھے وہاں سے انڈر گراؤنڈ ریلوے سٹیشن کے ذریعے تکسیم اسکوئر پہنچے۔

یہ ایگیزبیشن جس کا اہتمام یہاں کیا گیا تھا پوری دنیا کے ممالک سے آرٹسٹ بلائے گئے تھے جن کا مقصد اپنی ثقافت کے ذریعے ایک دوسرے کے قریب آنا تھا۔ ہال کے دائیں طرف پہلے سے ہی دنیا کے مشہور فنکاروں کی پینٹنگز لگائی جا چکی تھیں جن میں ایک گھڑی کیلیفورنیا کے پہاڑوں کے پس منظر میں پگھلتی تھی، ونسینٹ وین گاف کا کمرہ زندہ ہوتا تھا، مونیکا لیونسکی مسکانے کی کوشش کرتی تھی، ایک چیخ تھی جو پھیلتی تھی۔

وہاں انہوں نے پاکستان سے آنے والوں کے لیے مختص جگہ پر اپنی پینٹنگز دیوار پر ٹانگیں اور کچھ

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

ایزل پر رکھیں۔

کل تین گھنٹے ورک شاپ کا وقت تھا جس میں انہیں لائیو پینٹنگز کرنا تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"مجھے آپ سے ایک بات پوچھنا تھی۔"

وہ لوگ کالج میں کمبائن سٹڈی کے لیے اکٹھے تھے۔ پرنسپل کی اجازت سے اس کا انتظام کیا گیا تھا۔ صوفیہ اور وہ مل کر آیا کرتے تھے اور مل کر ہی واپس جاتے۔ کھانے پینے کا انتظام بھی مکمل تھا۔ سب نے لسٹ بنا کر چائے، سنیکس، کولڈ ڈرنکس وغیرہ بانٹ لی تھیں۔

ابھی چائے کا وقفہ تھا آج چائے بنانے کی ذمہ داری کلاس فیلو نادیہ کی تھی سو وہ بنا رہی تھی۔ نور اتنی دیر پرابلمز میں گم رہنے کے بعد تازہ دم ہونے باہر لان میں آئی تھی۔

آج جو کا موڈ کچھ آف تھا۔ گو ماں باپ کے جھگڑوں کی عادت اسے بچپن سے تھی مگر آج حد ہو گئی تھی۔ آج ان دونوں نے ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھایا تھا وہ بار بار سر جھٹکتا تھا۔ اس نے نور کو لان میں نکلتے دیکھا تو بلاوجہ قدم اس کے پیچھے اٹھتے گئے تھے۔

اور اس کمبائن سٹڈی اور کلاس کے دوران پڑھائی کے علاوہ اس کے مسلسل مکمل خاموش رہنے پر جو کو نور سے اس کی خاموشی سے الجھن ہونے لگی تھی۔ اور آج بلاوجہ یہ الجھن سوا ہو رہی تھی۔ وہ خود بھی نہیں سمجھ پاتا تھا کہ آخر اس لڑکی کو میں اہمیت کیوں دوں۔ اس نے دیکھا وہ کسی پھول کو پکڑے اس کا تجزیہ کرنے میں مصروف تھی۔

"آپ اس قدر خاموش کیوں رہتی ہیں۔" قریب پہنچ کر اس نے اس سے پوچھا تھا مگر اس نے جواب دینے کے بجائے آگے سے سوال داغ دیا تھا۔

"پوچھو۔۔۔" اس نے دلچسپی سے کہا۔

"جب میں نے پہلی بار آپ کو دیکھا تھا دراصل سنا تھا۔ وہ پہلا دن تھا یہاں۔۔۔میں بہت متاثر ہوئی تھی۔" وہ چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گئی۔

"اس دن آپ عورتوں کی آزادی کے بارے میں بات کر رہے تھے۔۔۔ان کی آزادی۔۔۔خود انحصاری، پہچان اور آل دیٹ۔۔۔" وہ اب اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"مگر کل میں نے آپ کو ایک عجیب حرکت کرتے ہوئے دیکھا۔"

جنید کو اس کے آخری جملے سے جھٹکا لگا تھا۔ یہ کیا طریقہ تھا بات کرنے کا۔

"کل کینٹین میں ایک لڑکی کو آپ تنگ کر رہے تھے۔۔۔ آئی مین جسے چھیڑنا کہتے ہیں۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ کیا آپ نے اسے محسوس نہیں کروایا کہ وہ اپنے وجود پر ان کمفرٹیبل ہو جائے؟"

وہ کچھ دیر اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کو اس سوال کی توقع نہیں تھی۔

"آپ کی ہابیز کیا ہیں مس نور۔۔۔" اس کے لہجے میں واضح گریز اور ناگواری محسوس کی جا سکتی تھی۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔" وہ کٹیلے لہجے میں کہتے ہوئے مڑنے لگی تھی۔

"آپ کو برا لگا؟"

"بالکل۔۔۔"

"میری شرط لگی تھی دوستوں سے۔"

"واٹ ایور۔۔۔"

"تو آپ کی ہابیز کیا ہیں؟"

"موسٹلی ریڈنگ۔۔۔" اس نے خشک لہجے میں کہتے ہوئے قدم اندر کی جانب بڑھائے۔

"اور ریڈ کیا کرتی ہیں آپ؟" وہ ساتھ آتے ہوئے بولا۔

"ہر چیز۔"

"ہر چیز مطلب؟"

"کتابیں، نقشے، بل بورڈز، رسیدیں، دواؤں کی ہدایات ۔۔۔ ہر چیز۔" نور کہتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ گئی جو وہیں تھمارہ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"اس کی کیا کہانی ہے۔۔۔" ایک پینٹنگ میں پرندوں کا غول ایک جھیل پر اتر رہا تھا۔ ابھی اس نے قمری کے پر پہ سٹروک لگایا تھا کہ ایک دلکش سی آواز سنائی دی تھی۔ ترکش لہجے میں انگریزی سننے کا تجربہ خوبصورت تھا۔

اس وقت جب وہ پینٹنگ کر رہا تھا اور ہال کی ساری ٹھنڈک اور رنگ اسے اپنے رگوں میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہاں کی اداسی اس وقت اس کو حصار میں لیے ہوئے تھی۔

وہ مڑا اور پھر ٹھہر گیا اور پھر بولا۔

"یہ پرندے اپنے بادشاہ کی تلاش میں سات وادیوں سے گزر کر یہاں پہنچے ہیں۔"

"کیا بادشاہ کا ہونا ضروری ہے؟" عجیب سوال تھا۔

"ہاں اس کے بغیر زندہ رہنے کا کوئی جواز نہیں بچتا۔۔۔ جو انصاف دے۔۔۔ جو زندگی کو نظم و ضبط دے۔۔۔۔ اور ہمارے ہونے کو مقصد بخشے ہمیں ہمارے فرائض بتائے۔"

"اور سات وادیاں۔۔۔" اس نے سحر انداز لہجے میں کہا۔

"طلب و جستجو، عشق، استغنا، معرفت، توحید، حیرت اور فنا۔ پرندے تو بہت سارے چلے تھے اس کی تلاش میں مگر صرف تیس ہی ادھر پہنچ پاتے ہیں۔۔۔ کوہ قاف کی اس جھیل پر۔"

"کیا کوہ قاف میں واقعی ایسی کوئی جھیل ہے؟"

https://paksociety.com https://paksociety.com

"ممکن ہے۔۔۔ہو۔"وہ اگلا سٹروک لگاتے ہوئے کھویا کھویا سا بولا تھا۔

"اور کیا انہیں وہ بادشاہ ملتا ہے۔"

"ہاں۔۔۔ملتا ہے جب وہ جھیل کے پانیوں میں دیکھتے ہیں تو وہ ان سات وادیوں کو پار کرنے کے بعد خود سیمرغ میں تبدیل ہو چکے ہوتے ہیں۔یعنی فنا۔۔۔"

'انہوں نے جہان کے سیمرغ کے چہرے کے عکس سے سیمرغ کے چہرے کو دیکھا جب انہوں نے بغور سیمرغ کے چہرے کو دیکھا تو وہ بیشک سی مرغ (تیس پرندے) ہی تھے۔وہ سب حیرت زدہ ہو گئے انہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ سیمرغ سی مرغ کیسے بن گئے؟جب وہ سیمرغ کی طرف نگاہ کرتے تو وہ انہیں سیمرغ ہی نظر آتا تھا اور یہ انہی راستے کے تیس پرندے معلوم ہوتے تھے اور اگر بیک وقت دونوں کو بیک نظر دیکھتے تو دونوں سیمرغ نظر آتے تھے۔یہ وہ تھا اور وہ یہ تھا۔یہ بات جہان میں کسی نے نہیں سنی ہو گی۔وہ سب تحیر میں تھے اور بغیر تفکر کے تفکر میں تھے۔'

اس نے نو عمری میں یہ کہانی پڑھی تھی اور تب رف سی ایک پینٹنگ بنائی تھی جو دادا کو اتنی پسند آئی کہ اس کا داخلہ آرٹ سکول میں کروا دیا تھا۔

"یہ وادیاں کیسی ہوں گی اور ان سے یہ پرندے کیسے گزرے ہوں گے۔کیا آپ ان وادیوں کے بارے میں جانتے ہیں جن سے یہ پرندے گزرے۔۔۔"

"ہاں تین وادیوں کے متعلق جانتا ہوں۔۔۔بہت کٹھن۔۔۔بہت کٹھن۔۔۔"وہ دھیرے سے مسکرائی تھی۔

"تو کیا آپ مجھے ان کے بارے میں بتانا پسند کریں گے۔"

"اس وقت تو مجھے یہ پینٹنگ مکمل کرنی ہیں۔"اس نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا تھا۔

"میں کل بھی آ سکتی ہوں۔۔۔"

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

"موسٹ ویلکم۔۔۔"اس نے خیر مقدمی مسکراہٹ سے کہا تھا۔

سامنے ایک سیاہ فام ایزل کے پیچھے کھڑا ہو کر بغیر دیکھے پینٹنگ کر رہا تھا۔کچھ دیر میں وہاں جمگھٹا لگ گیا تھا۔

"اس سب کا کیا مطلب ہے مجھے آج تک سمجھ نہیں آیا۔اصل مطلب تو پینٹنگ سے ہے نہ کہ کرتب سے۔"لڑکی نے منہ بنایا۔

"یہ بھی تو فن کا حصہ ہے۔"اس نے جواب میں مبہم سا سر ہلایا۔

"کیا آپ کی مزید پینٹنگز یہاں موجود ہیں؟"

"جی۔"اس نے دائیں طرف اشارا کیا۔

"مجھے دکھایئے۔"

وہ اسے کچھ قدم چل کر اپنی پینٹنگز کے قریب لایا تھا۔لڑکی نے نوٹ کیا کہ وہ لڑکھڑا رہا ہے۔

اس کی پانچ پینٹنگز وہاں چھوٹے بڑے ایزلز پر موجود تھیں۔وہ گھوم کر کچھ دیر دیکھتی رہی کچھ اور لوگ بھی تھے جو دیکھنے میں محو تھے جبکہ وہ اس کے تاثرات جانچ رہا تھا۔وہیں پینٹنگز کے پاس نوٹ اپنے تاثرات بھی چھوڑ سکتے تھے۔کچھ لوگوں نے تاثرات بھی چھوڑے تھے وہ کھڑی ہو کر پڑھ رہی تھی۔

یہ بہت خوبصورت ہیں۔میں ان میں بیان ہوئی کہانیاں پڑھ سکتی ہوں۔"""

وہ مسکرایا۔

"آپ کو کس قسم کا آرٹ زیادہ کھینچتا ہے۔۔۔میرا مطلب ہے سیریلسٹ، ریلیسٹک، ایبسٹریکٹ یا۔۔۔"وہ لڑکی اس کے ساتھ قدم سے قدم ملاتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔"

"مجھے خواب اور حقیقت کو خلط ملط کر دینا پسند ہے۔"

"مجھے وین گوف سے شدید محبت ہے۔۔۔میرا مطلب ہے وہ آپ کو ایک سحر میں مبتلا کر دیتا

ہے۔"

"اس نے بھی تو آسمان کو ہمیشہ اپنی نگاہ سے دیکھا تھا الگ نگاہ سے۔"

وہ چونکہ لنگڑاتے ہوئے چلتا تھا تو وہ اجنبی لڑکی دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی تھی۔

"مجھے پکاسو بھی پسند ہے۔"

"مگر مجھے نہیں۔"

"کیوں؟" صائم نے کچھ اچھنبے سے اسے ناک چڑھاتے دیکھا تھا۔

"بس مجھے وہ نہیں پسند۔۔۔" اس نے دوبارہ ناک چڑھائی تھی۔

"ایسا نہیں ہے کہ میرے پاس وجوہات نہیں ہیں۔۔۔"

اس کی آواز میں کھنک اور جوش تھا مگر گفتگو کے دوران آنکھوں میں ٹھہری گہری اداسی اس کے چہرے پر پھیلنے لگتی تھی۔

آپ آرٹسٹ ہیں؟" صائم نے اس سے پوچھا تھا۔"

"آپ کہہ سکتے ہیں۔" وہ مسکرائی تھی۔

"میں کپڑوں پر پرنٹ ڈیزائن کرتی ہوں۔ مجھے آرٹ ایگزیبیشن پر جانا اور گیلریز وزٹ کرنا پسند ہے سو آجاتی ہوں۔۔۔ یہاں جب بھی کوئی ایگزیبیشن ہوتی ہے تو لازمی آتی ہوں۔"

اس کے پرس سے چابی نیچے گری تھی ہال مین ایک چھنک پیدا ہوئی۔

صائم نے جھک کر چابی اٹھائی اس کی نظر اس کے بالوں پر پڑی تھی جو نیچے نوکوں سے نیلے اور سبز رنگوں میں رنگے تھے۔

"اوہ۔۔۔ شکریہ۔" اس نے چابی پکڑتے ہوئے کہا۔

"ویلکم۔" وہ کہتے ہوئے پھر اپنی نامکمل پینٹنگ کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا۔

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نورا چانک منظر میں ابھری تھی۔ یہ کیسی ٹھنڈک تھی جو لو دے رہی تھی۔ اس نے اسے پل پل قریب آتے دیکھا مگر وہ اپنی جگہ سے اٹھا نہیں تھا اس بار یہ فاصلہ اسے طے کرنا تھا۔ ریت پر اس کے قدموں کے نشان بن رہے تھے وہ دیکھ رہا تھا کتنی خوش نصیب تھی وہ ریت۔ سفید آبی پرندے نے پانی میں ڈبکی لگائی تھی سورج مسکرایا۔ اب وہ اتنا قریب تھی کہ اس کے نقش واضح ہو رہے تھے غالباً وہ گھر میں اسے نہ پا کر یہاں آئی تھی۔ وہ روشن ستارے کی مانند اس کے افق پر طلوع ہوئی ہے۔ سورج ماند لگ رہا ہے۔

"تم یہاں ہو۔" وہ بمشکل نمی کو گلے سے اتارتے ہوئے بولی۔

"میں تو کب سے یہاں ہوں۔۔۔ جب سے تم گئی ہو۔۔۔"

وہ ریت پر اس کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔ سرخ قمیض اور سیاہ دوپٹہ۔۔۔ مہندی لگے ہاتھ۔ جب وہ اس سے آخری بار ملا تھا تو اس نے شاید زرد رنگ کے کپڑے پہنے تھے یا نیلے وہ سوچنے لگا۔

اس نے عجیب گھٹن محسوس کرتے ہوئے سینہ مسئلا تھا۔

"کون سے رنگ کے کپڑے تھے۔" وہ بڑبڑایا۔ کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔ وہ کتنی دیر ساکت پنکھے کو گھورتا رہا تھا۔

رات کو کمپنی کے ایک اہم پروجیکٹ پر کام کرتا رہا تھا۔ فجر کی اذان کے وقت اسے بستر نصیب ہوا تھا۔

جب آنکھ کھلی تو دوپہر کے دو بج رہے تھے۔۔۔ اس نے جلتے بجھتے فون کو اٹھایا دوست کی کال تھی اس نے آج لنچ پر انوائٹ کیا ہوا تھا۔

اس نے مندی مندی آنکھوں اور بھاری آواز سے فون اٹینڈ کیا پھر نہانے گھس گیا پہنچتے پہنچتے اسے

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

تین بج گئے تھے۔اسے معذرت کے لیے لمبی تمہید باندھنی پڑی تھی۔

کھانے کے بعد لان میں چائے کا انتظام تھا۔میز پر پھر سے ایک بار اتنی چیزیں سجتے دیکھ کر ولید کو کوفت سی ہوئی تھی۔

"نور کا کچھ پتا چلا۔۔۔"

"نہیں۔۔۔"وہ اداسی سے بولا۔

"پتا نہیں۔۔۔کس حال میں ہو گی۔۔۔کہاں ہو گی۔"

"تم تو کہتے ہو اسے تمہارے خط مل رہے ہیں۔"

"ہاں۔۔۔"

"تو پھر۔۔۔"

"میں نے جو خط بھیجے تھے وہ وہاں کسی نے وصول کیے ہیں۔"

"تو پھر پتا کرواکس نے وصول کیے ہیں۔۔۔"

"تجھے کیا لگتا ہے نہیں کروایا۔جیمز نام ہے اس کا مگر جب بھی اس کے گھر جاؤ گھر والے کہتے ہیں کسی دوسرے ملک میں ہے اتنے مہینے بعد آئے گا۔دو راتیں مسلسل میں ان کے گھر کے باہر بیٹھا رہا ہوں مگر وہ نہیں آیا۔"

"پکا یقین ہے کہ نور خط پڑھ رہی ہے۔۔۔"احمد اس کے بچپن کا دوست اس کی حالت اسے دکھ دیتی تھی۔

"جب میری اس سے آخری بار بات ہوئی تو وہ انگلینڈ چھوڑ کر جا چکی تھی وہ فرانس کا نمبر تھا اس نے بے خیالی میں مجھ سے وہ بات کی تھی جو میں نے اسے خط میں لکھی تھی۔"

ہاشم نے سگریٹ سلگایا۔

"کیا تم نے فرانس میں۔۔"

"ہاں۔۔۔کوئی فائدہ نہیں ہوا۔وہ وہاں نہیں ہے اور ہو بھی تو میں اسے ڈھونڈ نہیں سکتا جب تک وہ خود نہ چاہے۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

پینٹنگ میں بلبلہ بناتے ہوئے اور اس پر گاڑھے سفید رنگ کے سٹروک سے روشنی کا تاثر دیتے ہوئے اس کی نگاہ کئی بار بھٹک کر انٹرینس پر گئی تھی کہ شاید اب۔۔۔چوتھی دفعہ اس طرف دیکھتے ہوئے اس نے سر جھٹک کر خود کو سرزنش کی۔

"آخر میں اس کا انتظار کیوں کر رہا ہوں۔"

اور پھر وہ اسے داخل ہوتی نظر آئی گہرے سبز رنگ کے کفتان میں جسے دیکھ کر کسی ملکہ کا گمان ہو ۔نظر ملنے پر اس نے سر خم کیا تھا وہ سیدھی اسی کی طرف آئی۔

"ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ میں ایک ہی ایگزیبیشن پر دوسرے دن بھی آئی ہوں۔"وہ آتے ساتھ شروع ہو چکی تھی۔اسے دیکھ کر صائم کا موڈ یکدم سے خوشگوار ہوا تھا۔

"میرا نام ماریے ہے۔"

"وہ اس کی تازہ پینٹنگ دیکھتی ہوئے بولی تھی۔"

اور کچھ دیر میں وہ وہاں آنے والے لوگوں کو اس کی پینٹنگز ایکسپلین بھی کر رہی تھی۔

"اور میں صائم۔۔۔"وہ دھیمے سے مسکرایا۔

"میں نے ان پینٹنگز میں ایک بات نوٹ کی ہے۔"وہ ایگزیبیشن کا وقت ختم ہونے کے بعد باہر نکلے تھے۔ماریے اسے قریب ایک کافی شاپ میں لے آئی تھی۔

"آپ نے اپنی پینٹنگز میں چہروں پر ہر طرح کے تاثرات دیے ہیں مگر ان میں چہرے مسکراتے

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

نہیں ہیں۔۔۔

کیوں؟"

"میں نے کوشش کی ہے بہت دفعہ لیکن یہ ایک لاشعوری چیز ہے جو اتر آتی ہے۔۔۔تصویروں میں ہنستے چہرے میری پینٹنگز میں اداس ہو جاتے ہیں۔"

"لیکن کیوں۔۔۔کتنا خوبصورت لگے گا اگر چہروں پر مسکان ہو۔۔۔"

"شاید اس کا تعلق اندرونی کیفیت سے ہے۔۔۔"اس کی نظر اپنے پاؤں تک گئی تھی۔ماریے نے اس کی تقلید میں دیکھا۔

"ے بی ایک اچھے آرٹسٹ کا دل ٹوٹا ہوا ہونا ضروری ہے۔"وہ اس کی بات پر مسکرایا۔

"ہمارے یہاں کی کافی آپ پییں گے تو عش عش کر اٹھیں گے۔"اس نے ویٹر کو آرڈر کرنے کے بعد اس سے خوشدلی سے کہا تھا۔

"یہاں کی ایک خاص قسم کی کافی اتنی گاڑھی ہوتی ہے کہ کہاوت ہے اس میں دریائی گھوڑا بھی ڈوب نہیں سکتا۔ہمارے لیے چائے صرف ایک مشروب ہے مگر کافی ہماری ثقافت ہے۔اس کی اپنی ایک تاریخ ہے۔"

وہ مسکراتی اسے بتا رہی تھی۔

"اور وہ کیا ہے۔۔۔"وہ اس دلکش لڑکی کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔۔دل ہلکا ہو کر ہواؤں میں اڑنے لگا تھا۔

"پچھلے سال ہم نے اپنی کافی کی پانچ سو سالہ سیلیبریشن کی ہے۔۔۔یہاں سولہویں صدی میں یمنی گورنر کے ذریعے کافی پہنچی تھی۔ایک مزے کی بات آپ کو بتاؤں ہمارے ہاں کافی میں نمک ڈال کر لائف پارٹنر کی قوت برداشت جانچی جاتی ہے اور عورت کی گھر سنبھالنے کی صلاحیت اس سے ناپی جاتی ہے

کہ وہ کافی کیسی بناتی ہے۔" وہ مسکرایا خاموشی کا ایک مختصر وقفہ آیا تھا۔

"ایگزیبیشن تو پانچ دن ہے کیا آپ کا قیام کتنا ہے یہاں۔"

اس نے رچرڈ کلائنڈرمین کی دھن پر سر وجد میں ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"ایگزیبیشن کے بعد مزید دس دن میں یہیں ہوں۔"

"دیٹس گریٹ۔۔۔"

"میں ساری لسٹ بنا کر آیا ہوں جہاں جہاں مجھے جانا ہے۔" اس نے جیب سے ایک لمبی لسٹ اس کے سامنے پھیلائی۔

"واؤ۔۔۔" وہ لسٹ پڑھتے ہوئے ہنسی تھی۔

"پورا ہفتہ پاکستان میں میں نے انٹرنیٹ پر یہ ہی سرچ کیا ہے۔"

وہ مسکرائی تھی۔ "مگر آپ کو اس لسٹ کی ضرورت نہیں پڑے گی میں خود آپ کو یہ شہر دکھاؤں گی۔" دور آسمان کی سانسیں پہاڑوں پر پڑ رہی تھی نیلی سانسیں۔۔۔ ہوا نے ہولے سے سرگوشی کی تھی محبت مرحبا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پائی جو یونانی زبان کا سولہواں حرف ہے اس کی آواز پی کی ہے۔ یونانی اعداد میں اس کی قدر اسی ہے۔ یہ اوسموٹک پریشر (انجذابی یا سرائیتی دباؤ) کی علامت بھی ہے وہ دباؤ جو ایک خاص وقت کے بعد پیدا ہوتا ہے اور پھر دو سیال کو آپس میں ملنے نہیں دیتا۔ قرآن میں جو کھارے اور میٹھے پانیوں کے نہ ملنے کا ذکر ہے وہ اسی دباؤ کی وجہ سے نہیں ملتے۔

اس نے لکھتے لکھتے سر اٹھایا۔ درخت پر پڑی شبنم اور پتے ہوا کے ہلکے اجلے جھونکوں سے اس پر گرتے تھے۔ یہ ایک چھوٹی سی کتاب تھی جو وہ تخلیق کر رہی تھی۔

https://paksociety.com

لگاتار پانچ پیریڈز کے بعد اگرچہ دماغ کچھ سوچنے کے قابل نہیں رہا تھا پھر بھی اس نے چند جملے لکھے تھے پھر کتاب ایک طرف رکھ دی۔ یہ کتاب اس نے خود کاغذوں کو جوڑ کر بنائی تھی جس کی باہری جلد پر اس نے صائم سے پینٹ کروا کر گتا لگایا تھا جس کے ایک طرف پائی کی علامت پینٹ تھی جس کے پس منظر میں ستارے تھے۔ اور دوسری طرف اس دمدار ستارے کی پینٹنگ تھی جس کی تصویر پہلی دفعہ زمین سے لی گئی تھی اس کا نام ڈوناٹی تھا جو اب تک کا سب سے خوبصورت اور انیسویں صدی کا سب سے چمکدار دنیا سے دیکھے جانے والا دمدار ستارہ تصور کیا جاتا تھا۔ آج صوفیہ بھی نہیں آئی درخت سے ٹیک لگائے اس نے آنکھیں موند کر دماغ ہلکا کرنے کی کوشش کی۔

"What are you doing here come on

کینٹین میں ہیں سب۔" وہ جو کی آواز سے چونکی تھی۔

"میں تھک گئی ہوں اور ویسے بھی مجھے صوفی کے بغیر کچھ عجیب لگتا ہے میری گروپ کی لڑکیوں سے اتنی دوستی نہیں ہے۔" اس نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"دوستی کرنے سے ہوتی ہے۔"

"دوستی ہم مزاجوں سے ہوتی ہے۔۔۔" وہ مسکرایا۔

"میں دوست کو اکیلے نہیں چھوڑنا چاہتا۔" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی کھڑی ہوئی تھی کہ اب اردگرد سٹوڈنٹس کی نظریں پڑری تھیں۔ یہاں ولید بھی تھا اس کو اگر کوئی بات کہہ دیتا تو بری بات تھی۔

وہاں پہنچی تو سب برگر، کولڈ ڈرنکس کچھ سموسے اور چائے وغیرہ لیکر ٹیبل کے اردگرد بیٹھے تھے۔اس نے بھی سموسہ اور چائے خریدی تھی۔

"جیسا کہ ہمارا رول ہے کہ یہاں ہر ہفتے ایک گیم کھیلی جاتی ہے سو آج ندا کی باری ہے۔ وہ بتائے گی کہ آج کیا کھیلا جائے۔" سحر نے اس کے ٹیبل پر آنے کے بعد سب کو مخاطب کیا۔

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

"آج کی گیم جو میں نے سیلیکٹ کی ہے وہ ہے

"Tell tales۔"

ندا نے اپنے بلونڈ بالوں میں نزاکت سے انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا ہے۔۔۔"ناصر نے برگر جتنا منہ کھولتے ہوئے حیرانی سے پوچھا تھا۔

"بچپن میں کسی سے ہم نے کوئی انوکھی کہانی سنی ہو جس کا اثر ہم پر ہوا ہو۔"

"مجھ پر صرف محبتوں کا ہی اثر آج تک۔۔۔"صالح برگر منہ میں ٹھونسنے کے بعد موٹی آواز میں منہ چلاتے ہوئے بولا۔

"بچپن سے؟"ندا نے استفسار کیا۔

"بالکل بچپن میں بھی میری دو تین گرل فرینڈز رہی ہیں۔"

"Pathetic."

"عمرو عیار کی زنبیل نے مجھے بہت فیسینیٹ کیا ہے ہمیشہ۔۔۔یہ غازی تھا جو کا جگری دوست۔

"چاہے کچھ بھی ڈال لو اور کتنا بھی ڈال لو۔۔۔اور اس کی وہ پانی والی گنز۔۔۔"

"مجھے سمبا دا کنگ لائن۔۔۔"تہمینہ نے جوس کا سپ لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے بچپن میں میری خالہ بوری والے بابے سے ڈراتی تھیں۔۔۔ابھی بھی لگتا ہے اٹھا کر لے جائے گا۔"ایک اور دوست نے اپنا راز شیئر کیا تھا۔

"یہ بچوں کو ڈرانے والا معاملہ۔۔۔کبھی جن سے اور کبھی بابوں سے میں نے پاکستان میں ہی دیکھا ہے بس۔۔۔"صالح نے منہ بنایا تھا۔

"بہادر بنانے کے بجائے ان میں بچپن میں ہی ڈر انسٹال کر دیا جاتا ہے۔""

"اور تمہیں۔۔۔؟"جو نے اس کی محویت توڑی تھی۔

"میرے دادا تو اب بھی مجھے کہانیاں سناتے ہیں۔۔۔میرے پاس اتنی کہانیاں ہیں کہ۔۔۔" اس نے بال کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے کچھ سوچا۔

"مجھے چاند پر جانے کی کہانی نے بہت فیسینیٹ کیا تھا۔"

"کیا انسان واقعی چاند پر قدم رکھ چکا ہے؟" ندا نے مزہ لیتے ہوئے کہا۔

"میں بھی بچپن میں یہ ہی سوچتی تھی کہ کیا واقعی یہ ممکن ہے کہ وہ چاند جو ہم روز رات کو دیکھتے ہیں وہاں کوئی اترا ہو۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

جاری ہے

اس ناول پر اپنی رائے کامنٹ باکس میں دیں

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com